شکریہ و شکایت

از جناب مولوی عبدالخالق صاحب ایم اے عربک کالج دہلی

برہان جون ۳۹ء میں بعنوان "تو تو میں میں" مولانا اعزاز علی صاحب کے قلم سے جو نوٹ شائع ہوا ہے اُس کے نیک جذبہ کی داد دیتے ہوئے حسب ذیل نقاط بغرض ملاحظہ پیش کرنے کی ہمت کرتا ہوں:۔

(۱) مولانا کے سمط اور اُس کے مؤلف کے متعلق نیک خیالات اُن کے دل کی نیکی کے آئینہ دار ہیں اور اس لیے ہر طرح قابل قدر، پھر بھی حقائق ذیل کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ:۔

(۲) کتاب یا مؤلف کی تحسین کے سلسلہ میں کسی خاص مدرسہ کے اساتذہ کی استادی یا شاگردی یا طویل ذاتی تعارف کا ذکر یقیناً بجا نہیں، اس لیے کہ وہ جملہ علما، جو اس تنگ دائرہ کی حدود سے باہر ہیں اُن کی بیجا حق تلفی ہوگی، وما یعلم جنود ربك الا هو، اور یوں بھی یہ سراسر بیجا جنبہ داری ہے جس کو اسلام روا نہیں رکھتا۔ کیا اسی کا یہ نتیجہ نہیں کہ دیوبند، بریلی، ندوہ اور علمائے حدیث کے مابین اسی منافرت کی بدولت آج وہ محاذ قائم ہے جس کو ایک غیور مسلمان اسلام و کفر کے مابین قائم دیکھنا چاہتا تھا۔

(۳) مولانا کا فرمان بجا ہے، علم کسی کی میراث نہیں، یعنی کہ علمی تنقید کا ہر علم دوست کو حق پہنچتا ہے، مگر بیجا طعن و تشنیع کا کسی کو حق نہیں، طعنہ زن کو تو خود مولانا اپنے الفاظ میں "متجاوز عن الحد" "بے راہ رو" "کم ظرف" "سیئ الادب" اور "نادان" بتاتے ہیں۔ عربی میں ظالم اور معتدی ایسے ہی آدمی کو کہتے ہیں جس کے متعلق قرآن حکیم کا فرمان ملاحظہ ہو:۔ فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ نیز آیت جزاء سیئۃ سیئۃ مثلها بھی، ان میں لفظ مثل غور طلب ہے کہ الجزاء من جنس العمل

(۴) سو جب مولانا نے اپنے اس تین صفحہ کے نوٹ میں منتقد پر سابق الذکر پانچ ریمارک کیے ہیں، تو کیا مولانا میمن جن کو اپنے ۱۰۰ صفحات کے مضمون میں ۱۵۰ ریمارک کرنے کا حق پہنچتا تھا اپنے پورے حق کو نہ استعمال کرنے کے باوجود مورد ملامت ہونگے۔

(۵) علاوہ آیات سابقہ کے خود مولانا اپنا حاشیہ حماسہ ملاحظہ فرمالیں، بذیل :-

دنّاھم کما دانو

وبعض الحلم عند الجھل للذلۃ اذعان

(۶) اہنسا کا اصول عجمی اور خالصتہً عیسوی یا ہندی ہے، اسلام بلکہ زندہ عیسائیت بھی اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں، اور وہ سراسر قرآنی روح کے خلاف ہے، اور نظام عالم کو بالکل زیر و زبر کر دینے والا ہے آں محترم تو صدر نشین اریکۂ درس دین ہیں، اس غیر اسلامی اصول کو کیسے مان سکتے تھے؟

(۷) بنا بریں وجوہ لازم ہے کہ یہاں منتقد کے رندانہ ریمارکوں کو بھی معارف ۳۸ء کے صفحات سے نقل کر دیا جائے، تاکہ مولانا کی تحریر کی بنا پر کوئی یک طرفہ رائے نہ قائم کی جائے، اور طرفین کے الفاظ کے پیش نظر ہونے سے ناظرین کو بصیرت اور حقیقت تک رسائی حاصل کرنے میں سہولت ہو:-

۲۷۲- جلیل القدر استاد کی توہین کی ہے۔	۲۷۴- "عاجز میمن" یہ لفظ خلاف شرع ہے۔
۲۷۳- یہ مرحلہ اُن لوگوں کے واسطے چھوڑ دیتے جو اس میدان کے شہسوار ہیں۔	۲۷۵- لغات العرب کو اپنا مملوکہ مکان اور مفتوحہ علاقہ بنالیا ہے۔
۲۷۳- ابو علی کو احد الکاذبین کہنا۔	۲۷۶- کیا اُنہوں نے لغات عرب کا احاطہ کیا ہے۔
۲۷۴- "شلّ الذلیل یعوذ تحت القرمل" ذلیل کی طرح جو قرمل کی پناہ ڈھونڈے۔	۲۷۶- اور ایک عوام فضولیین عجزہ اور غرباء[۱] کے اغلاط ہیں۔
۲۷۴- بدر الدین کے اغلاط عینی کے الطاف و عنایات ہیں	

(۱) یاد رہے کہ میمن صاحب اپنے کو العاجز الغریب لکھا کرتے ہیں۔

۲۷۶ - اور ایک اناڑی کا گرنا۔

۲۷۷ - کتاب ابوالعلا، اول سے آخر تک مبالغہ آمیز مدح وستائش ہے۔

۲۷۸ - اپنے کمال فن سے آئندہ تحریف وتصحیف کا میدان بخاری کی جگہ کہیں قرآن پر نہ قائم کردیں لیمحص اللہ الخبیث من الطیب تاکہ اللہ خبیث کو پاک سے جُدا کردے۔

۲۷۸، ۴۳۰ - زبردست علمی خیانت۔

۲۷۸ - صحیح بخاری وغیرہ کے اغلاط بھی اپنی طرف سے گھڑلیے ہیں۔

۲۷۹ - شل سابق ابوعبداللہ سے دریافت کرتے؟

۲۸۰ - عربی زبان کو مکدر کرچکے اور کرتے جارہے ہیں۔

۳۴۵ - کذا لکھنا عجز[۱] کا ثبوت ہے۔

۳۴۶ - "خل الطریق البیت جو منارہ اونچا کرسکتا ہے (آپ) اُس کے لیے راستہ چھوڑدو، اور خود (یعنی کہ مین) چھوٹے میں جا بسو جہاں تمہیں تمہاری قسمت لے پھینکا ہے"

۳۴۸ - یہ تمہارا گھونسلا نہیں، دال میں دو چل دو۔

۳۴۹ - فن حدیث پر پہنچ گیے، یہ الگ میدان ہے "من تحلی بغیر ما ہو فیہ البیت یعنی کہ جھوٹا مدعی امتحان میں آن کر رسوا ہو جاتا ہے۔

۳۴۹ - صریح بہتان ہے۔

۳۵۰ - اصل کتاب کو مسخ کرنا۔

۳۵۱ - لغو اور فضول ہے۔

" حیلہ اور سفاہت وجرأت سے زیادہ نہیں۔

۳۵۲ - افترا ہے۔

" تحقیق کے سمندر کو چھوڑ بھاگے۔

۳۵۵ - بغیر سوچے سمجھے نقل کیا ہے۔

۴۲۶ - خبط وخلط وتعسف ہے

" عجب ادعا، غفلت کا نتیجہ ہے۔

۴۳۰ - "وفی صمت ستر للعیی" جاہل کے لیے خاموشی پردہ پوشی کا کام کرتی ہے۔

۴۳۰ - بخاری پر ہاتھ صاف کردیا۔

" "فاہدی الکیر عن خبث الحدید" بھٹی پر رکھنے سے خبث الحدید نکل پڑا۔

۴۳۱ - "اذا رزق الفتی وجہا وقاحا" بے حیا کے جو جی میں آئے بکا کرے۔

۴۳۱ - جسے عجائب سے دلچسپی ہو وہ ایسے ہی لغات بناتا رہتا ہے۔

۴۳۲	محض فضول اور لغو حاشیہ۔	۴۳۶	وہ تو تفضیح ور طب اشیا کا تتبع کرتے ہیں۔
”	لچر اور بے معنی بات۔	۴۳۴	"مجلج مضغة" البیت کچا گوشت چباتا ہو جو پیٹ میں پہنچ کر گند پھیلائیگا۔
۴۳۵	اتنے اغلاط کا انبار اپنے سر پر نہ لادتے۔	۴۳۶	لآلی کو خواہ مخواہ اپنا مہمان بنالیا تھا۔
”	کون جدید اجتہاد کیا ہے		

(۸) اگر مولانا منتقد کے مضمون کو پڑھنے کی زحمت گوارا فرماتے تو اُن کو یہ بات مانے بغیر کسی طرح چارہ نہ ہوتا کہ ایسی تنقید کا ایسا ہی جواب ہوتا ہے۔ شرعاً قانوناً عرفاً اور انصافاً تھپڑ کے جواب میں اپنا گال جھکا دینا اسلامی تعلیمات اور بقار نظام عالم کے سراسر منافی ہے۔

(۹) اصل گالیاں کیا ہونگی جو معارف کے قلم ادارت کی ۸ ماہ کی محنت شاقہ کی تعدیل وتبدیل اور کاٹ چھانٹ کے باوجود اتنی کچھ بچ رہیں۔ معارف کی علم پروری کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی؟ کہ اس نے سامعین کے مسامع پر رحم فرمایا اور اس طرح عدل سلیمانی نے اس سرچشمہ علم وفیض کو پبلک کو محرم نہ رکھا۔

(۱۰) مولانا سے سوال یہ ہے کہ جب معارف جیسا دیرینہ خادم علم وحکمت رسالہ ان قباحتوں کی اشاعت کو رفاہ عام بلکہ کار ثواب سمجھتا ہے، تو پھر برہان ایسے میدان صحافت کے نووارد کو اُن کے کلو بکلہ (دگر علمی) جواب کی اشاعت میں کیونکر مورد الزام بنایا جاسکتا ہے؟

مولانا سے میری التماس ہے کہ ان معروضات کی روشنی میں اپنے فیصلہ پر نظر ثانی فرمائیں تاکہ میمن صاحب نے مقدمہ میں جو عذر پیش کیا تھا اُس کی صحت کی داد دے سکیں کہ وہ ہنوز اپنی جگہ قائم ہے۔

سنم کی زرد دے اے مفتی زماں   معذور دارمت کہ تو او را نہ دیدۂ

آخر میں مولانا کی علمی قدردانی کے شکریہ پر ان سطور کو ختم کرتا ہوں۔